

پروفیسر منظور الحق صدیقی

”رفیق نبوت“ — کلام اقبال میں

کلام اقبال میں ساٹھ مضمین سو سے زیادہ مشاہیر کا ذکر آیا ہے۔ انھوں نے ان مشاہیر کی جن جن خاص باتوں کا ذکر کیا ہے، وہ اگر ایک جاکہ کے لکھ دی جائیں تو انسان کی روحانی اور مادی کامیابیوں اور ناکامیوں کی ایک اجمالی تاریخ ضرور بن جائے۔ یہاں ہم رموزِ بے خودی، پیامِ مشرق، بانگِ درا، بالِ جبریل، مسافر اور ارخانِ حجاز سے وہ شعر پیش کرتے ہیں جو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہیں۔

رموزِ بے خودی (۱۹۱۸ء)

رموزِ بے خودی کے آخر میں ”غلامِ مطلبِ مثنوی در تفسیر سورۃ اخلاص“ کے عنوان سے حضرت ابوبکر صدیق کی زبانی سورۃ اخلاص کے مطالب بیان کیے ہیں۔ ابتدائی پانچ شعروں میں بڑے ہی چمکنے والے الفاظ میں صدیق اکبرؓ کی زندگی کے چھ نسبتاً اہم واقعات کا ایجاز و اختصار کے ساتھ یوں بیان کرتے ہیں:

۱۔ من شبے صدیق را دیدم بخواب گل ز خاکِ راہِ او چیدم بخواب

ایک رات میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خواب میں دیکھا اور آپ کے راستے کی خاک سے پھول چنے۔

اس کے مصرعہ ثانی کی طرف علامہ سید سلیمان ندوی نے علامہ اقبال کی توجہ دلائی۔ جواباً اقبال نے لکھا۔

”دوسرے مصرع پر آپ کا ارشاد تھا کہ مطلب زیادہ واضح ہونا چاہیے۔ اور ”گل ز خاکِ راہِ او چیدم“ کا کیا مطلب ہے؟ یہ واقعہ خواب کا ہے، جو خواب میں دیکھا گیا، لہذا اس کی طرح نظم کر دیا گیا۔ اگر جواب ٹھیک نقل ہوا ہے تو مطلب پھر بھی واضح نہیں۔ مولانا غلام رسول مہر نے ”بقیہ اسی طرح“ کی بجائے ”بعینہ“ تجویز کیا۔

۲۔ آن امن الناس بر مولائے ما آن کلیم اول سینائے ما

وہ ابوبکرؓ جن کے احسان ہمارے آقا پر تمام انسانوں سے بڑھ کر ہیں۔ وہ صدیق اکبرؓ جو ہمارے کوہِ سینا کے

پہلے کلیم تھے۔

اقبال نے حاشیے میں وہ حدیث نقل کی ہے جو شعر کے پہلے مصرع کا مأخذ ہے: امن الناس علی فی صحبتہ و مالہ البو بکر۔ یعنی تمام انسانوں میں مجھ پر رفاقت اور مال میں سب سے بڑھ کر احسان ابو بکر نے کیا۔ اس حدیث کی روشنی میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو صحابہ میں یہ امتیاز حاصل تھا کہ آپؓ سے زیادہ کسی اور کو حضورؐ کا شرف رفاقت حاصل نہیں ہوا۔ یہ تعلق بعثت سے پہلے بھی تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک قائم رہا۔ اسی حدیث میں رسول اللہ نے اپنے رفیق کے جس مالی اثاثہ پر اظہار احسان مندی فرمایا ہے بقول صاحب کشف اس کا ذکر کلام پاک میں بھی ہے:

الذین ینفقون اموالہم باللیل والنهار سراً وعلانیۃ فذلہم اجرہم عند ربہم (البقرہ: ۲۷۴)
جو لوگ دن کو اور رات کو پوشیدہ اور ظاہر طور پر اپنا مال (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، پس ان کے واسطے ان کے رب کے پاس ثواب ہے۔

صاحب کشف لکھتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی۔ آپؓ نے چالیس ہزار دینار خرچ کیے۔ دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں اور دس ہزار ظاہر اور دس ہزار پوشیدہ۔ قبول اسلام کے وقت حضرت ابو بکرؓ کے پاس چالیس ہزار دینار نقد تھے۔ اس تمام سرمائے کو آپؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری، تقویت اسلام اور مسلمانوں کی فلاح کے لیے خرچ کر دیا۔ جامع ترمذی اور ابن ماجہ میں حضور کا ارشاد اس طرح منقول ہے:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نفعنی مال احد ما نفعنی مال ابی بکر قال بکی ابو بکر وقال هل انا و مالی الا نک یا رسول اللہ۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ نے مجھے کسی کے بھی مال سے مطلقاً نفع نہیں پہنچا بجز مال ابو بکر کے۔ راوی نے کہا کہ ابو بکرؓ رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ میری ذات اور میرا مال سب آپ کے واسطے ہے۔

الخطیب نے ابو محمد سعید بن المسیب سے مرسل روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ کا مال اسی طرح صرف فرماتے تھے جیسا کہ آپؓ اپنا مال خرچ فرماتے تھے۔ ابن عساکر ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ”کسی شخص کے ہاتھوں نے مجھے ابو بکرؓ کے ہاتھوں سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچایا، جس نے مجھے جانی اور مالی امداد دی اور اپنی بیٹی سے میری شادی کی۔“

اس شعر کے مصرع ثانی میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ”ہمارے سینا کا پہلا کلیم“ بتایا ہے۔ اس کی تشریح

میں مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں: ”کہ وہ پہلے مسلمان تھے۔ رسول اللہ کی ذات بابرکات کو کوہ طور سینا فرض کر لیا جائے تو اس طور پر جو حکیم سب سے پہلے پہنچا وہ حضرت ابو بکر صدیق تھے“ ممکن ہے اقبال کی پیش نظر وہ واقعہ ہو جب مسجد حرام میں حضور اکرم کی موجودگی میں حضرت ابو بکر صدیق نے پہلی بار کھٹے بندوں اظہارِ دین اور اشاعتِ اسلام کی۔ ابتدائے بعثت سے اس وقت تک مخفی طور پر دعوتِ اسلام دی جاتی تھی۔ صدیق کے خطاب سے گھبراہٹ اٹھے اور آپ کو اتنا زد و کوب کیا کہ آپ قریب المرگ ہو گئے۔

۳۔ ہمت او کشفِ ملت را چو ابر ثنائیِ اسلام و غار و بدر و قبر

حضرت ابو بکر صدیق کی ہمت ایسی تھی جیسا قلی کھیتی کے لیے ابرِ رحمت۔ وہ اسلام، غار، بدر اور قبر میں دوسرے تھے۔ مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کے نام اپنے مکتوب گرامی مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۲ء میں علامہ اقبال لکھتے ہیں: ”صدیق رضی اللہ عنہ پر کبھی خوب مضمون لکھا گیا ہے۔ میں نے ان کی زندگی کے تمام واقعات ایک شعر میں بنا کر دیے ہیں تسلیم اس کے بعد مذکورہ شعر لکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس شعر کے پہلے ہی مصرع کی تشریح حضرت ابو بکرؓ کی پوری کتابِ زندگی ہے۔ آپ کی وساطت سے مسلمانوں کو جو مہربانی نصیب ہوئی اور اسلام کو جو استقلال اور فروغ حاصل ہوا اسے دو دین تین تین حرفی صرف سات لفظوں میں بیان کر دینا، دریا کو کوزے میں سمو دینا ہے۔ دوسرے مصرعے میں آپ کے چار امتیازات بتائے ہیں۔ اس شعر کا ماخذ تابعین کے سردار ابو محمد سعید ابن المسیب کا وہ قول ہے جو اقبال نے رموزِ نبوتِ دی کے پہلے ایڈیشن کے حاشیے میں درج کیا تھا:

كان ابو بكر صدیق من انبيى مكانا لوزیر و كان يشاوره في جميع اموره و كان ثانيه في الاسلام و ثانيه في الغار و كان ثانيه في العريش يوم بدر و كان ثانيه في القبر و لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يقدم عليه احداً.

ابو بکر صدیق کی حیثیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں وزیر کی تھی۔ آپ ہر معاملے میں ابو بکر سے مشورہ کرتے۔ ابو بکرؓ اسلام میں اور غار میں دوسرے تھے۔ جنگِ بدر کے دن سائبان میں دوسرے تھے، اور قبر میں دوسرے تھے۔ رسول اللہ کے نزدیک ان سے مقدم کوئی نہ تھا۔

یہ قول جانِ اختصار ہے اور اسے ادب بھی کم الفاظ پر مشتمل ایک شعر میں باندھ دینا کمالِ بلاغت ہے۔ دوسرے مصرعے میں اقبال نے بتایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ وہ غارِ ثور میں آپ کے ساتھ تھے۔ جنگِ بدر میں آپ کے ساتھ تھے اور موت کے بعد آنحضرت کے پہلو میں دفن ہوئے۔

روایات میں جن مسقیوں کا اول اول اسلام لانا مسلم ہے، ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ ہیں۔ ان میں سے حضرت خدیجہؓ آپ کی حرم تھیں۔ حضرت علیؓ ابھی آٹھ برس کے تھے یعنی سنِ بلوغت کو بھی نہ پہنچے تھے اور ساتھ ہی رسول اللہ کے زیرِ کفالت تھے۔ حضرت زید بن ثابتؓ ثابت حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے۔ ان چاروں میں سے آزاد اور کلاماً خود مختار صرف حضرت ابوبکرؓ تھے۔

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک ہجرت حضورؐ کی حیاتِ طیبہ کا ایک پرخطر سفر تھا۔ دورانِ سفر میں سب سے زیادہ خطرناک وہ تین روز تھے جن میں آپؐ نے غارِ ثور میں قیام فرمایا۔ اس وقت آپ کے ساتھ صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ اس پر قرآن گواہ ہے۔ ثانی الشہین اذھما فی الغار۔ یعنی جب وہ دو غار میں تھے تو ان دو میں سے دوسرا۔ ثانی غار اسی لیے کہا گیا ہے۔

آپؐ ثانی بدر بھی تھے۔ اس سے مراد ہے کہ میدانِ بدر میں آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور محافظ خاص تھے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ سعد بن معاذ کی تجویز پر آنحضرتؐ کے لیے کھجور کا ایک سائبان (عریش) تیار کیا گیا۔ البراء حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ”یوم بدر میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آفتاب سے بچاؤ کی غرض سے ایک سائبان بنادیا تھا۔ پھر ہم نے کہا رسول اللہ کے ساتھ کون رہے گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین میں سے کوئی آپؐ پر حملہ کر دے۔ پس خدا کی قسم ماسوا ابوبکر کے ہم میں سے کوئی قریب نہ گیا۔ وہ ننگی تلوار سے رسول اللہؐ پر سایہ کیے ہوئے تھے۔ جس کسی نے آپؐ پر حملہ کیا ابوبکرؓ اس پر ضرور حملہ آور ہوئے۔ اس لیے کہ آپؐ بعد از ترین لوگوں میں سے ہیں“

آخر میں ثانی قبر لکھا گیا ہے۔ ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں آپ کے پہلو میں دفن ہیں۔

م۔ گفتش اے خاصہ خاصانِ عشق عشق تو سرِ مطلعِ دیوانِ عشق

میں نے عرض کیا کہ اے عشق کے برگزیدوں میں سے برگزیدہ، آپ ہی کا عشق دیوان عشق کا پہلا منظر ہے۔
حضرت ابوبکرؓ کی ذات گرامی معیار عشق رسولؐ ہے۔ حضور کا ہر فرمان بے چون و چرا اور بلا دلیل حجت ماننا اور ایسے حالات میں بھی ماننا جب مصلحت و وقت اور ظاہر اسباب اس کے خلاف ہوں، آپؐ کا معمول رہا ہے۔ عشق حق میں بھی آپؐ لیگانے لگتے۔ بایں ہمہ جذبِ کامل آپؐ نے الوہیت اور نبوت، خدا اور انسان اور خالق و مخلوق کے فرق کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ دوسرے مصرعے کا مطلب یہ ہے کہ آغازِ اسلام سے اب تک خدا اور رسولؐ خدا کے جتنے عشاق گزرے ہیں ان میں اولیت آپؐ کو حاصل ہے۔

۵۔ پختہ از دولت اساس کار ما چارہ فرما پئے آزار ما

ہمارے کام کی بنیاد آپ ہی کے ہاتھ سے پختہ ہوئی۔ اب بھی آپ ہی ہماری بیماری کا علاج تجویز کیجیے

آنحضرتؐ کی رحلت پر اشاعتِ دین کا فریضہ پہلی مرتبہ ایک غیر نبی کے کندھوں پر رکھا گیا۔ ابھی دنیا کو یہ دکھانا تھا کہ ایک شخص جو براہِ راست خدا سے ہدایات حاصل نہیں کرتا اور نہ عصمت کا مدعی ہے اس فریضے کو کس طرح بجالاتا ہے۔ کتاب و سنت کی رہنمائی کی عملی شکل کیا ہوگی۔ دورِ نبوت کے بعد یہ اہم ترین کام تھا جو کسی شخص کے سپرد ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی جو بنیاد رکھی تھی وہ ابوبکرؓ کے زمانے میں اس قدر پختہ ہو گئی کہ مستقبل اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ بحیثیت غیر نبی حضرت ابوبکرؓ نے پہلی بار دنیا کے سامنے اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرے کا عملی نمونہ پیش کیا۔ رموزِ بیحدی میں ”رسالت“ کے عنوان سے ۳۳ شعر ہیں۔ شروع کے پورے شعروں میں بتایا گیا ہے کہ ہم صرف رسول اللہ کے ساتھ نسبت ہونے کی وجہ سے ایک قوم ہیں۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

۶۔ معنی حرفم کنی تحقیق اگر بنگری با دیدہ صدیق اگر

۷۔ قوتِ قلب و جگر گرد نہی از خدا محبوب تر گرد نہی

جو کچھ میں نے کہا ہے اگر تو اس کی تحقیق کرے اور اس کے لیے حضرت ابوبکرؓ کی نگاہ پیدا کرے تو حضورؐ کی ذات گرامی تیرے قلب و جگر کی قوت بن جائے گی اور نبی اللہ سے بھی زیادہ محبوب بن جائے گا۔

پیامِ مشرق (۶۱۹۲۳)

اس کتاب کی پیش کش میں فرماں رواؑ افغانستان امیر امان اللہ خان سے خطاب میں دو مختلف

مقامات پر حضرت صدیقؓ کا اسم گرامی آتا ہے :

- ۸۔ تازہ کن آئین صدیقؓ و عمرؓ
- ۹۔ سوزِ صدیقؓ و علیؓ از حق طلب

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے خیالات و عملی اقدامات کو فروغ دے اور اپنے ملک میں ان کا سنا نظام حکومت قائم کر۔ صبا کی طرح لالہ صحرائی پرورش کر۔ لالہ صحرا سے مراد وہ غیور افغان مراد ہیں جو تہذیب مغربی کے بُرے اثرات سے اس تک محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اس دردمندی کی خواہش کر جو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ میں تھی اور خدا سے دعا کر تجھے بھی حاصل ہو۔

بانگِ درا (۱۹۲۲ء)

بانگِ درا میں ”صدیقؓ“ کے عنوان سے مندرجہ ذیل نظم ہے :

- ۱۔ ایک دن رسولِ پاکؐ نے صحاب سے کہا
 - ۱۱۔ ارشادِ شن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اُٹھے
 - ۱۲۔ دل میں یہ کہہ رہے تھے صدیقؓ سے ضرور
 - ۱۳۔ لائے غرض کر مال رسولِ امینؐ کے پاس
 - ۱۴۔ پوچھا حضورؐ سرورِ عالم نے اے عمرؓ
 - ۱۵۔ رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟
 - ۱۶۔ اتنے میں وہ فنیقِ نبوتؐ بھی آگیا
 - ۱۸۔ لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت
 - ۱۹۔ بیکِ بزمین و درہم و دینار درخت جنس
 - ۲۰۔ بولے حضورؐ چاہیے فکرِ عیال بھی
 - ۲۱۔ اے تجھ سے دیدہ مردِ انجمِ فروغِ گیر
 - ۲۲۔ پروانے کو چرل غبے ببل کو پھول بس
- دیں مال راو حق میں جو ہوں تم میں مالدار
اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار
ایشان کی ہے دستِ نگر ابتدا سنے کار
اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار
باقی جو ہے وہ ملتِ بیضیا یہ ہے نثار
جس سے بنائے عشق و محبت ہے ستوار
ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار
اسپِ قمرِ سم و شتر و قاطر و سمار
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسولؐ بس

واقعہ غزوہ تبوک (۶ھ) کا ہے۔ اس کا ماخذ ابو داؤد اور ترمذی ہیں۔ روایت عمر بن الخطاب کی ہے۔ ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ اس نظم میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ”رفیق نبوت“ کہا ہے اور اسلام کے فروغ کے لیے ایک بے مثال مالی ایثار کا ذکر کیا ہے۔

بانگِ در کی مشہور نظم خضر راہ میں بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ذکر ہے:

۲۳۔ اے کہ نشانِ خفی را از علی ہشیا برآش اے گرفتار ابو بکرؓ و علیؓ ہشیا برآش

یہ شعر اقبال کی طویل نظم خضر راہ سے ہے۔ شارح اقبال پروفیسر یوسف سلیم چشتی اس کا مطلب یوں بیان کرتے ہیں: ”اے مسلمانو! مجھے افسوس ہے کہ تم خفی اور علی یعنی پوشیدہ اور ظاہر میں فرق نہیں کر سکتے۔ تم کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ضروری کیا ہے اور غیر ضروری کیا ہے، یعنی تم یہ نہیں جانتے کہ اصولی باتیں کیا ہیں اور فروعی امور کیا ہیں۔ نیز یہ کہ جو قومیں دنیا میں ترقی کرنے کی آرزو مند ہوتی ہیں وہ علی (واضح اصول) کو چھوڑ کر خفی (فروعی یا مبہم امور) کا اتباع نہیں کیا کرتیں۔ اے نادانو! تم کب تک اس مسئلے پر آپس میں لڑتے رہو گے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ میں سے کون افضل ہے۔ آگاہ ہو جاؤ پھر شد رومی کا ارشاد ہے: نورِ حق کے بر تو گر در منجلی اے گرفتار ابو بکرؓ و علیؓ

تاریخ دولتِ فاطمیہ

مولانا رئیس احمد جعفری

ہمارے مورخوں نے اپنی کتابوں میں مصر کے فاطمین کو وہ مقام نہیں دیا جس کے وہ سہرِ حجاز سے مستحق تھے۔ حالانکہ فتوحات کی وسعت، اسلام کی تبلیغ، علم کی ترویج اور غیر مسلموں سے روادارانہ سلوک کے باعث وہ تاریخِ اسلام کا ناقابلِ فراموش حصہ بن چکے ہیں۔ اس موضوع پر اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں پوری غیر جانب داری کے ساتھ فاطمیوں کے عقائد و اعمال اور ان کے سیاسی کارناموں کا مرقع پیش کیا گیا ہے۔

صفحات: ۵۳۰

ملنے کا پتہ: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور